۸ر دسمبر۱۸۹۹ء

خطبہ جمعہ

وَ لَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ۔ اِنَّ فِیۡ ہٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ۔ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۔ (الانبیآء:۱۰۶تا۱۰۸) کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا:۔

ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ بات لکھ دی تھی کہ اس زمین کے مالک میرے نیکوکار بندے ہوں گے۔ اس بات میں جو زبور کی پیشگوئی کے متعلق بیان کی گئی' فرماں بردار لوگوں کے لئے ایک پیغام ہے اور ہم نے تجھ کو' اے نبی! کل مخلوقات کے لئے رحمت کر کے بھیجا ہے۔

اس آیت شریف کے پڑھنے سے میری یہ غرض نہیں کہ اس پیشگوئی کے متعلق شرح و بسط کے ساتھ بہت سی باتیں بیان کروں۔ یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ اس وقت مجھے اپنی جماعت کو چند باتیں صلاح و تقویٰ کے متعلق سنانی منظور ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اس آیت میں کہ اِنَّ فِیۡ ہٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ ایک لگتی ہوئی بات سنائی ہے۔ یہود ہمیشہ اپنے تئیں یہ سمجھتے تھے کہ ہم ابراہیمؑ کے فرزند ہیں اور خدا نے ہم میں سے ایک بڑا سلسلہ انبیاء

علیہم السلام اور ملوک کا پیدا کیا اور خدا تعالیٰ کے ہر قسم کے فضل و کرم کے وارث اور ٹھیکیدار ہم ہی ہیں۔ لیکن انھوں نے اس امر کے سمجھنے میں سخت غلطی کھائی کہ خدا تعالیٰ کے فضل کا انحصار اور اس کی رحمت و برکت کا مدار کسی کی قرابت پر ہے۔ حالانکہ خدا کے نزدیک صرف ایک اور صرف ایک ہی بات تھی اور ہے جو اس کی نصرت' تائید اور اس کے فضل و کرم کا موجب رہی ہے اور وہ بات قوموں کے درمیان صلاح و تقویٰ ہے۔ مدتوں اس سے پہلے خدا فرما چکا تھا کہ جب بنی اسرائیل اس اصل کو چھوڑ دیں گے اور صلاح و تقویٰ سے دور جا پڑیں گے خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے وارث نہ رہیں گے اور ایک اور قوم پیدا کی جاوے گی جو متقی ہوں گے اور اس وعدہ کی زمین کے' جس کے لئے قوم تڑپتی تھی' ہاں اسی ارض مقدس یعنی زمین شام کے وارث وہ بنیں گے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر خدا نے بنی اسرائیل کو یاد دلایا ہے کہ اس وعدہ کے پورا ہونے کا وقت آیا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ سے ایک قوم تیار ہو رہی ہے جو داؤد علیہ السلام کی پیشگوئی کے موافق ارض مقدس کی وارث ہو گی۔ مگر ہاں اس کے لئے راہ یہی ہے کہ عابد اور فرماں بردار بن جاؤ۔ رسول کے آگے پست ہو جاؤ اور وہ تقویٰ جو خیال' بناوٹ' اپنی تجویز سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ اور خدا تعالیٰ کے فرمودہ نقشہ کے موافق ہے وہ اختیار کرو۔ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اس کے ضمن میں نکلتا ہے کہ اگر اس رحمت کو اختیار نہ کرو گے اور اس کے نقش قدم پر چل کر اپنا چال چلن' صلاح و تقویٰ نہ بناؤ گے تو ذلیل ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔ رسول اللہ پر حرف نہ آئے گا کیونکہ وہ تو رحمت مجسم ہے۔

یہ بات کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کے لئے رحمت کر کے بھیجا ہے نرا دعویٰ ہی دعویٰ نہیں۔ تاریخ بتلاتی ہے اور تجربہ صحیحہ گواہی دیتا ہے کہ جس قوم نے صدق دل سے روح اور راستی سے اس پاک نمونہ کی پیروی کی وہ قوم کیا سے کیا ہو گئی۔ وہ بدنام اور ذلیل قوم جس میں کسی قسم کی خوبی نہیں تھی' وہ جنگجو' وحشی بدوی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی اطاعت کرنے سے آخر اس ارض مقدس کے وارث ہوئے جس کے لئے بنی اسرائیل کی برگزیدہ قوم جنگلوں اور بیابانوں میں تڑپتی اور بھٹکتی رہی تھی۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر جو وارث بنے بیٹھے تھے کہاں گئے؟

اس سے ایک سبق ملتا ہے۔ بہت سے لوگ اپنی نحوستوں اور فلاکتوں' اپنے فقر و فاقہ کے متعلق چلاتے ہیں اور واویلا مچاتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ تنگ دستیوں اور فلاکتوں کے دور کرنے کے لئے یہی

اور ہاں یہی ایک مجرب نسخہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی سچی اطاعت کی جاوے اور صلاح و تقویٰ جو اس اطاعت کی غایت اور منشاء ہے اپنا شعار بنالیا جاوے۔ پھر خدا تعالیٰ کا وعدہ صادق ہے کہ يَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ (الطلاق:۴)۔ بے شک! بے شک!! یہ سچی بات ہے کہ ممکن نہیں رحمت کی اطاعت میں زحمت آئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی کامل اطاعت کرو کہ اس سے تمام نحوستیں اور ہر قسم کے حزن و ہموم دور ہو جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ صلاح و تقویٰ کے اختیار کرنے والے کا متولی' حافظ و ناصر خود و.. ولی کریم ہو جاتا ہے۔ ہاں متقی بنو۔ اس کے فرماں بردار اور صالح بندے بنو۔ پھر وعدہ کی زمین وہ شام کی زمین ہو یا کوئی اور' وہ مومنوں کا حق ہے اور وہی اس کے حقیقی وارث ہیں۔

مسلمانوں کے ادبار اور نکبت پر بہت سی رائے زنیاں کرتے ہیں لیکن اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں تو کھول کر کہتا ہوں کہ یہ ساری ذلتیں اور نحوستیں جو مسلمانوں پر آئی ہیں یہ خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے پیدا ہوئی ہیں۔ رحمت سے جس قدر کوئی دور ہوتا جاوے گا' ذلت اور زحمت اس کے شامل حال ہوتی جاوے گی۔

پس متقی بنو کہ ہر تنگی اور ہر قسم کی سختی سے نجات ملنے کا ذریعہ تقویٰ اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے۔ وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا (الطلاق:۳) جو اللہ تعالیٰ کا متقی ہوتا ہے اس کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے۔ تقویٰ اللہ کیا ہے؟ متقی کے ہر قول اور فعل اور اس کی ہر حس و حرکت میں اللہ کا خوف اور اس کی صفات کا حیا ہوتا ہے۔ کبھی اس کی صفت علیم' خبیر' بصیر سے ڈرتا ہے' کبھی اَعۡلَمُ بِمَا فِي الصُّدُوۡرِ کو دیکھ کر گندے اور ناپاک منصوبوں سے پرہیز کرتا ہے۔

غرض جس قدر اللہ تعالیٰ کی صفات کی حیا ہو اسی قدر تقویٰ اللہ کی راہوں پر چلنے کی توفیق ملتی ہے اور اسی نسبت سے خدا اس کا متولی ہو جاتا ہے۔ متقی کو بڑی بات یہ میسر آتی ہے کہ کسی دکھ کے وقت جب کہ ہر طرف سے وحشت پر وحشت اور تاریکی پر تاریکی نظر آتی ہو اسے کسی قسم کی گھبراہٹ اور بے دلی آکر نہیں ستاتی۔ اس کو کامل یقین ہوتا ہے کہ خدا نکلنے کی راہ پیدا کردے گا اور ضرور کر دیتا ہے۔

میں نے خود آزما کر اور تجربہ کر کے بارہا دیکھا ہے کہ خدا نے کس کس طرح پر مخرج عطا کیا ہے۔ خدا کے بڑے بڑے راستبازوں' صدیقوں اور متقیوں کے تجربے اور شہادتیں موجود ہیں۔ کوئی بڑے سے بڑا دنیادار جس کو ہر قسم کی آسائشیں اور راحتیں میسر ہوں کبھی بھی سچا اطمینان اور حقیقی راحت حاصل نہیں کر سکتا جب تک خدائے عظیم کا تکیہ اور سہارا نہ ہو۔ فطرت انسانی ایک تکیہ چاہتی ہے۔ دیکھو کوئی

آدمی گفتگو کرنے اور بولنے میں کیسا ہی آزاد اور دلیر کیوں نہ ہو لیکن جب کوئی بیماری آتی ہے تو دل چھوٹ جاتا ہے مگر طبیب کے کہنے سے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے' نئی جان اور طاقت آجاتی ہے۔ جی کا گھٹنا تسلی سے بدل جاتا ہے۔ اس نکتہ معرفت کو سوچو۔ ایک خدا ہے۔ یقیناً خدا ہے۔ پس جن کو وہ تسلی دیتا ہے اور جن سے ہم کلام ہوتا ہے' ان کی سنتا اور اپنی سناتا ہے۔ ان کو کیسا اطمینان' کیسی راحت اور سکینت اور جمعیت خاطر ملتی ہے۔

یورپ کے بڑے بڑے لائق فلسفہ دانوں کی خودکشی کا کیا سر ہے؟ یہی کہ ان کو اطمینان اور سکینت مل نہیں سکتی کیونکہ خدا پر ایمان نہیں' وہ ایمان جو دکھ اور مصیبت کی گھڑیوں میں ایک لذیذ رفیق ہوتا ہے۔ یاد رکھو جو ایمان اور یقین قرآن لایا ہے' فطرت انسانی کی سیری اور غذا اسی میں ہے۔ کسی قوم' کسی مذہب و ملت' کسی کتاب میں یہ لذیذ ایمان نہیں ہے جس کے ذریعہ دکھوں اور حزنوں کی ساعتوں میں انسان کو خدا کی آوازیں راحت پہنچاتی اور تسلی دیتی ہیں۔ جیسے مریض کو ڈاکٹر کہتا ہے کہ تو اب غم نہ کھا' تیری مرض دور ہو چلی اور تو اچھا ہے اور مریض ایک تسلی حاصل کر لیتا ہے' اس سے کہیں زیادہ شیریں آوازیں خدا کی کان میں آتی ہیں۔ مگر بات وہی ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ نامرد' عورت اور مرد کے تعلقات کی لذت کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح پر خدا سے دور اور اس کی صفات سے حیا نہ کرنے والا بے حیا کیا سمجھ سکتا ہے کہ خدا کی راحت رساں آواز کیا ہوتی ہے؟ ہر وقت اللہ کی صفات کا کپڑا پہن لینا۔ یہی وہ بات ہے جو نئی زندگی' نئی طاقت اور نئی روح' نیا دل عطا کرتی ہے۔

اسوۃ المتقین کو دیکھ لو۔ خدا تعالیٰ کی ساری راست بازی اور ایک ہدایت کا مجسم نمونہ ہے۔ دشمنوں کے سانپوں اور بچھوؤں نے کیسے گھیرا ہے۔ ایک سوراخ سوئی کے برابر بھی نکلنے کو نہیں۔ مگر دیکھتے ہو کہ کیسا صاف اور کشادہ راستہ ملا۔ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کی ایسی مٹی پھینکی کہ بھونڈے اور اندھے ہو گئے اور وہ مکہ کا نکالا ہوا' بیابان مدینہ کا سرگردان' نصرت الٰہی کا تاج پہنتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

یہ ایک سبق ہے۔ اسی طرح اللہ سے انس لگاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے منکر و نواہی سے بچو اور امر کی اطاعت کرو۔ پھر ایسی مدد کرے گا جو اسوۃ المتقین کی اس نے کر کے دکھائی۔

اے میرے دوستو! جن کو اللہ کے فضل و کرم سے موقع ملا ہے کہ وہ امام المتقین کے موعود اور اس پر سلام پہنچائے ہوئے کے نمونہ کے پاس بیٹھے ہیں۔ ہاں جن کو اس رحمت اور نور خدا کے عاشق' قرآن کریم کے غیرت مند عاشق' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدا کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔

تم سب سے بڑھ کر تقویٰ پیدا کرو۔ تمہاری آنکھ میں وہ حیا ہو کہ دیکھنے والا کہہ اٹھے کہ یہ آنکھ خدا کو دیکھتی ہے۔

تمہارے ہر عضو کا منہ قبلہ حقیقی کی طرف ہو۔ پھر تم شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ (البقرۃ:۱۴۴) ہو گے اور خدا کا فضل اور نصرت تمہارے شامل حال ہو گی۔

یاد رکھو ہمارے مذہب میں کسی انسان سے نرا پیار اور محبت کام نہیں دے سکتا۔ ایمان اور اعمال صالحہ کام دیتے ہیں۔ اگر نرا پیار اور محبت ہو اور عمل صالح نہ ہو تو یہ ایسا ہی ہے جیسے یہود کہتے تھے نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُاللّٰہِ (المائدۃ:۱۹)۔ آخر میں پھر کہتا ہوں کہ متقی بنو کہ متقی کامیاب ہوتے ہیں۔

خدا سے دعا ہے کہ ہماری جماعت کو سچا متقی بنا دے اور اپنے فضل و رحمت کا وارث۔ آمین۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۴۵ ----- ۱۷ر دسمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۱ تا ۳)

☆-☆-☆-☆